سلسلہ: رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد: اٹھائیسویں

رسالہ نمبر 4

تنزیہ المکانۃ الحیدریہ عن وصمۃ عہد الجاہلیۃ ۱۳۱۲ھ

زمانۂ جاہلیت کے عیب سے مقام حیدری کی پاکی کا بیان

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

رسالہ

تنزیہ المکانۃ الحیدریہ عن وصمۃ عھد الجاھلیۃ ۱۳۱۲ھ

(زمانۂ جاہلیت کے عیب سے مقام حیدری کی پاکی کا بیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

مسئلہ ۱۹: از بنارس کندی گڈھ ٹولہ مسجد بی بی راجی شفاخانہ مرسلہ مولوی حکیم عبدالغفور صاحب ۹ جمادی الاخری ۱۳۱۲ھ

بخدمت لازم البرکت، جامع معقول و منقول، حاوی فروع واصول، جناب مولٰینا مولوی احمد رضا خان صاحب **مداللہ فیضانہ** (اللہ تعالٰی آپ کا فیضان ہمیشہ جاری رکھے۔ت) از جناب خادم الطلبہ عبدالغفور سلام علیک قبول باد، اس مسئلہ میں یہاں درمیان علماء کا اختلاف ہے لہٰذا مسئلہ ارسال خدمت لازم البرکت ہے امید کہ جواب سے مطلع فرمائیں۔

زید کہتا ہے کہ جناب علی مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ چونکہ قبل از بلوغ ایمان لائے اور نہ پہلے بت پرستی شرک وکفر وغیرہ کے آپ مبتلا ہوئے نیز بلحاظ حدیث شریف:

کل مولود یولد علی الفطرۃ[1]۔	ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔(ت)

یہ کہنا کہ آپ پہلے کافر تھے بعدازاں مسلمان ہوئے صحیح نہیں، اور جملہ مذکورہ بہ نسبت آپ کے سوئے ادب میں داخل ہے۔

عمرو کہتا ہے چونکہ اطفال تابع والدین کے ہوتے ہیں اور والدین آپکے حالت کفر پر تھے، لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ پہلے علی مرتضی کافر تھے بعدازاں مسلمان ہوئے فقط۔ اس صورت میں زید کا قول صحیح ہے یا عمرو کا؟ **بینوا توجروا**۔ (بیان فرمائیے اجر دیے جاؤ گے۔ت)

الجواب:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، الحمدللہ الذی کرم وجہ علی ن المرتضٰی: فلم یزل محظوظاً منہ بعین الرضٰی: والصلوٰۃ والسلام علی السید العلی الرضی الارضٰی: شفیع المذنبین یوم فصل القضاً: وعلٰی اٰلہ وصحبہ بعدد کل من یاتی ومضٰی:	اللہ کے نام سے شروع نہایت مہربان رحم والا ہے۔ساری تعریف اللہ کے لئے جس نے علی مرتضی کے چہرے کو عزت وکرامت بخشی تو وہ ہمیشہ اس کی رضاوخوشنودی سے بہرہ ور رہے۔ اور درود وسلام ہو بلند ، پسندیدہ ، پسندیدہ تر سردار، فیصلہ قضا کے دن گنہگاروں کے شفیع پر اور ان کی آل اور ان کے اصحاب پر تمام اگلے پچھلوں کی تعداد کے برابر۔(ت)

قول زید حق و صحیح قول عمرو باطل و قبیح ہے۔

اقول وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ت) یہ توظاہر ومعلوم وثابت ہے کہ حضرت امیر المومنین مولی المسلمین سیدنا علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ الاسنٰی وقت بعثت سراپا برکت حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فوراً مشرف بتصدیق وایمان ہوئے، اس وقت عمر مبارک حضرت مرتضوی آٹھ دس سال تھی اور بالیقین جو عاقل بچہ اسلام لائے

[1] صحیح البخاری کتاب الجنائز باب ماقیل فی اولاد المشرکین قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۸۵، سنن ابی داود کتاب السنۃ باب فی ذراری المشرکین آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۹۲، جامع الترمذی ابواب القدر باب ماجاء کل مولود یولد علی الملۃ امین کمپنی دہلی ۲/۳۶، مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۲۳۳

حکم اسلام میں مستقل بالذات ہے پھر کسی کی تبعیت سے اس پر حکم دیگر حلال نہیں۔

فی المواھب : کان سن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ اذذاک عشر سنین فیما حکاہ الطبری[2] اھ	مواہب اللدنیہ میں ہے: اس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی عمر دس سال تھی، جیسا کہ طبری نے ذکر کیا ہے اھ۔
قال الزرقانی: وھو قول ابن اسحٰق واقتصر المصنف علیہ لقول الحافظ انہ ارجح الاقوال[3]۔	زرقانی نے فرمایا: یہی ابن اسحٰق کا بھی قول ہے، مصنف نے صرف اسی قول کو اس لئے ذکر کیا ہے کہ حافظ ابن حجر نے فرمایا ہے کہ سب سے راجح قول یہی ہے۔ (ت)
وروی ابن سفٰین باسناد صحیح عن عروۃ قال اسلم علی وھو ابن ثمان سنین وصدر بہ فی العیون الخ[4]۔	اور ابن سفٰین نے بسند صحیح حضرت عروہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی آٹھ برس کی عمر میں اسلام لائے۔ عیون الاثر (لابن سید الناس) میں اسی قول کو پہلے ذکر کیا۔ (ت)
وفی ردالمحتار: قولہ وسنّہٗ سبع وقیل ثمان وھو الصحیح، واخرجہ البخاری فی تاریخہ عن عروۃ۔ وقیل عشر اخرجہ الحاکم فی المستدرک۔ وقیل خمسۃ عشر وھو مردود وتمام ذٰلک مبسوط فی الفتح[5] اھ	ردالمحتار میں ہے: قولہ ان کی عمر سات سال تھی اور کہا گیا کہ آٹھ سال تھی۔ یہی صحیح ہے، اسی کو امام بخاری نے اپنی تاریخ میں حضرت عروہ سے روایت کیا۔ اور کہا گیا کہ دس سال تھی، اسے حاکم نے مستدرک میں روایت کیا۔۔۔ اور کہا گیا کہ پندرہ سال تھی، یہ قول مردود و نامقبول ہے۔ پوری تفصیل فتح القدیر میں ہے۔ اھ (ت)
وفی نکاحہ عن احکام الصغار	ردالمحتار کتاب النکاح میں احکام الصغار

[2] المواہب اللدنیہ المقصد الاول اول من اٰمن المکتب الاسلامی بیروت ۱/۲۱۶

[3] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ اول من اٰمن دار المعرفۃ بیروت ۱/۲۴۲

[4] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ اول من اٰمن دار المعرفۃ بیروت ۱/۲۴۲

[5] ردالمحتار کتاب الجہاد باب المرتد دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۳۰۷

للاستروشنی انه قبل البلوغ تبع لابویه فی الدین مالم یصف الاسلام اھ قال:فافادان التبعیة لا تنقطع الابالبلوغ اوبالاسلام بنفسه وبه صرح فی البحر عـــه والمنح من باب الجنائز اھ۔[6]	للاستروشنی سے نقل ہے: بچہ قبل بلوغ دین میں اپنے والدین کا تابع ہے جب کہ خود مسلمان نہ ہوا ہو،شامی نے کہا: افادہ فرمایا کہ یہ تبعیت بالغ ہونے یا خود اسلام لانے ہی سے ختم ہوتی ہے،اسی کی تصریح بحرالرائق اور منح الغفار باب الجنائز میں بھی ہے اھ (ت)

تو بعد بعثت تو اس خیال شنیع کی زنہار گنجائش نہیں بلکہ اس سے پیشتر بھی کہ جب قریش مبتلائے قحط ہوئے تھے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ابوطالب پر تخفیف عیال کے لئے امیر المومنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کو اپنی بارگاہ ایمان پناہ میں لے آئے تھے **کماذکرہ ابن اسحٰق فی سیرتہ**[7] (جیسا کہ اس کو ابن اسحٰق نے اپنی سیرت میں ذکر کیا۔ت)

حضرت مولٰی نے حضور مولی الکل سید الرسل صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے کنارِ اقدس میں پرورش پائی، حضور کی گود میں ہوش سنبھالا،آنکھ کھلتے ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا جمال جہاں آراء دیکھا، حضور ہی کی باتیں سنیں،عادتیں سیکھیں، صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہ بارک وسلم۔تو جب سے اس جناب عرفان مآب کو ہوش آیا قطعًا یقینًا رب عزوجل کو ایک ہی جانا،ایک ہی مانا۔ہر گز ہر گز بتوں کی نجاست سے اس کادامن پاک کبھی آلودہ نہ ہوا۔اسی لئے لقب کریم" کرم اللہ تعالٰی وجہہ "ملا۔**ذٰلك فضل الله یؤتیه من یشاء**

عـــه:ولفظه:ولاتزول التبعیة الی البلوغ.نعم تزول التبعیة اذا اعتقد دیناً غیردین ابویه اذا عقل الادیان فحینئذصارمستقلاً[8]۔	ولفظہ :تبعیت بلوغ تک ختم نہیں ہوتی،ہاں اس وقت تبعیت ختم ہوجاتی ہے جب ادیان کی سمجھ رکھ کر اپنے ماں باپ کے دین کے علاوہ کسی دین کا معتقد ہوجائے اب وہ(تابع نہ رہا)خود مستقل ہو گیا۔(ت)

---

[6] ردالمحتار کتاب النکاح باب نکاح الکافر داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۳۹۴

[7] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ذکر ان علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اول ذکر اسلم الجزئین الاولین،دارابن کثیر بیروت ص ۲۶۴

[8] بحرالرائق کتاب الجنائز فصل السلطان احق بصلوتہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۱۹۰

ذوالفضل المبین (یہ اللہ تعالٰی کا فضل ہے جسے چاہے عطافرمائے وہ نمایاں فضل والا ہے۔ت)

اب رہ گئے صرف چند برس جو روز پیدائش سے بالکل نا سمجھی کے ہوتے ہیں جن میں بچہ نہ کچھ ادراک رکھتا ہے، نہ سمجھ سکتا ہے۔ظاہر ہے کہ اس عمر میں حقیقۃً تو کوئی بچہ کافر نہیں کہا جاسکتا کہ صدق مشتق قیام مبدء کو مستلزم۔کفر تکذیب ہے، اور تکذیب بے ادراک و تمیز نامتصور عــــہ بلکہ اس وقت تک ہر بچے کا دین فطری اسلام ہے **کما نطقت به صحاح الاحادیث** (جیسا کہ صحیح احادیث اس پر ناطق ہیں۔ت)

ہاں جس کے والدین کافر ہوں اس پر ان کی تبعیت کا حکم کیا جاتا ہے جبکہ تبعیت متصور بھی ہو ورنہ نہیں، جیسے وہ بچہ جسے دارالاسلام میں اسیر کرلائیں اور اس کے کافر ماں باپ دارالحرب میں رہیں، کہ بوجہ اختلافِ دار تبعیت ابوین منقطع ہوگئی، اب یہ تبعیت دار اسے مسلم کہا جائیگا۔

فی جنائز الدر "صبی سبی مع احد ابویه لایصلی علیه لانه تبع لهٗ ولو سبی بدونه فمسلم تبعًا للدار او للسابی[9] اھملخّصاً۔"	درمختار کتاب الجنائز میں ہے: کوئی بچہ اپنے حربی والدین میں سے کسی ایک کے ساتھ (دارالحرب سے) گرفتار کرکے (دار الاسلام میں) لایا گیا (اور مرگیا) تو اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی کیونکہ وہ (کافر حربی کے) تابع ہے۔ہاں اگر تنہا گرفتار ہو تو دارالاسلام یا گرفتار کرنے والے کے تابع ہونے کے باعث مسلم ہے اھ ملخصًا۔(ت)

عــــہ: نتیجہ یہ نکلا کہ کفر بے ادراک و تمیز غیر متصور ہے۔لہٰذا ناسمجھ بچہ کفر سے خالی ہوگا۔جب کفر اس کے ساتھ قائم نہیں تو اس پر کافر کا اطلاق بھی درست نہیں کیونکہ کافر، کفر سے مشتق ہے اور کسی پر مشتق صادق ہونے کے لئے مصدر سے اس کا متصف ہونا لازم ہے جیسے لفظ عالم کسی پر صادق آنے کے لئے علم سے اس کا متصف ہونا لازم ہے۔لہٰذا بچہ جب مبدا (کفر) سے خالی ٹھہرا تو اس پر مشتق (کافر) کا اطلاق بھی نہیں ہوسکتا ۱۲ محمد احمد مصباحی۔

[9] الدرالمختار کتاب الصلٰوۃ باب صلٰوۃ الجنازۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۲۳

وفی نکاحہ:الولد یتبع خیر الابوین دینًاان اتحدت الدار[10]الخ۔	در مختار کتاب النکاح میں ہے: باعتبار دین ماں باپ میں سے جو بہتر ہو بچہ اسی کا تابع ہوتا ہے اگر دار ایک ہو الخ(ت)

جب یہ امر منقح ہولیا اب یہاں اس نرے ناسمجھ کی عمر پر بھی یہ ناگوار و ناسزا خیال دو امر کے ثبوت کافی کا محتاج:

امر اول حضرت فاطمہ عـــہ۱ بنت اسد رضی اللہ تعالٰی عنہا اور ابوطالب دونوں کا اس وقت تک کافر ہونا کہ ان میں ایک بھی موحد ہو تو بچہ اس کی تبعیت سے موحد کہا جائے گا کافر کی تبعیت ہر گز نہ کرے گا لما نصوا علیہ قاطبۃ من ان الولد یتبع خیر الابوین دینا[11] (کیونکہ تمام علماء نے نص فرمایا کہ ماں باپ میں سے باعتبار دین جو بہتر ہو بچہ اسی کے تابع ہوتا ہے۔ت)

امر دوم اس وقت حکم تبعیت صادق وثابت ہونا

ان دو امر سے اگر ایک بھی پایہ ثبوت سے ساقط رہے گا تو یہ بیہودہ خیال، خیال کرنے والے کے منہ پر مارا جائے گا، مگر مولٰی علی کے رب جل وعلا کو حمد وثنا ہے کہ بفضلہٖ تعالٰی ان دو میں سے ایک بھی ثابت نہیں۔

اولا اہل فترت جنہیں انبیاء اللہ صلوات اللہ وسلامہ علیہم کی دعوت نہ پہنچی تین قسمیں ہیں:

اول موحد جنہیں ہدایت ازلی نے اس عالمگیر اندھیرے میں بھی راہ توحید دکھائی جیسے قس بن ساعدہ عـــہ۲ وزید بن عمرو بن نفیل وعامر بن الظرب عدوانی و قیس بن عاصم تمیمی وصفوان

عـــہ۱: حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کی والدہ ماجدہ جو صحابیہ ہوئیں ۱۲ محمد احمد

عـــہ۲: یہ دونوں مقبول بندے زمانہ جاہلیت میں نہ صرف موحد تھے بلکہ پیش از بعثت محمدیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعثت شریفہ پر بھی ایمان رکھتے۔ قس نے بازار عکاظ کے خطبے میں اپنی قوم سے فرمایا: عنقریب ادھر سے ایک حق ظاہر ہونے والا ہے۔اور مکہ کی طرف اشارہ کیا، لوگوں نے

(باقی برصفحہ آئندہ)

[10] الدرالمختار کتاب النکاح باب نکاح الکافر مطبع مجتبائی دہلی ۲۱۰/۱

[11] الدرالمختار کتاب النکاح باب نکاح الکافر مطبع مجتبائی دہلی ۲۱۰/۱

بن ابی امیہ کنانی وزہیر بن ابی سلمٰی[12] شاعر وغیرہم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم۔

دوم مشرک کہ اپنی جہالتوں ضلالتوں سے غیر خدا کو پوجنے لگے، جیسے کہ اکثر عرب۔

سوم غافل کہ براہ سادگی یا انہماک فی الدنیا انہیں اس مسئلہ سے کوئی بحث ہی نہ ہوئی بہائم کے مثل زندگی کی۔اعتقادیات میں نظر سے غرض ہی نہ رکھی یا نظر وفکر کی مہلت نہ پائی۔بہت زنان (عورتوں) وچوپایوں واہل بوادی (صحرا جنگل والوں) کی نسبت یہی مظنون (گمان) ہے۔

قال العلامۃ الزرقانی:ومن جاھلیۃ عم الجھل فیھا شرقاوغربا	علامہ زرقانی نے کہا:ایسا عہد جاہلیت جس میں مشرق و مغرب ہر طرف جہالت عام ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

کہا وہ حق کیا ہے؟لوی بن غالب کی اولاد سے ایک مرد کہ تمہیں کلمہ اخلاص اور ہمیشہ کے چین اور دائمی نعمت کی طرف دعوت فرمائے گا تم اس کی بات ماننا،اگر میں جانتا کہ اس کی بعثت تک زندہ رہوں گا تو سب سے پہلے میں اس کی طرف دوڑ کر جاتا رواہ ابو نعیم فی دلائل النبوۃ[13] عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما (اس کو ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت) عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں: مجھ سے زید بن عمرو نے کہا میں اپنی قوم کا مخالف اور دین ابراہیم واسماعیل کا تابع ہوا، وہ دونوں بتوں کو نہ پوجتے اور اس قبلہ کی طرف نماز پڑھتے تھے، میں اولاد اسماعیل سے ایک نبی کے انتظار میں ہوں مگر میرے خیال میں اس کا زمانہ نہ پاؤں گا میں اس پر ایمان لاتا ہوں، میں اس کی تصدیق کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ نبی ہے،اے عامر! اگر تمہاری عمر وفا کرے تو انہیں میرا اسلام پہنچانا۔عامر فرماتے ہیں: جب میں نے حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے زید کا یہ قصہ بیان کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سلام کا جواب دیا اور ان کے حق میں دعائے رحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا: میں نے اسے دیکھا کہ جنت میں دامن کشاں سیر کررہاہے۔رواہ ابن سعد والفاکھی عنہ[14] رضی اللہ تعالٰی عنہ ۱۲منہ غفرلہ (اس کو ابن سعد اور فاکہی نے عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

[12] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الاول باب وفاۃ امہ ومایتعلق بابویہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دارالمعرفۃ بیروت ۱/ ۱۸۳

[13] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بحوالہ ابی نعیم فی دلائل النبوۃ المقصد الاول دارالمعرفۃ بیروت ۱/ ۱۸۳

[14] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بحوالہ ابن سعد والفاکھی المقصد الاول دارالمعرفۃ بیروت ۱/ ۱۸۳

وفقد فیها من یعرف الشرائع ویبلغ الدعوة علٰی وجهها الانفرا یسیرا من احبار اهل الکتاب مفرقین فی اقطار الارض کالشام وغیرها واذاکان النساء الیوم مع فشو الاسلام شرقًاوغربًالایدرین غالب احکام الشریعة لعدم مخالطتهن الفقهاء ،فماظنك بزمان الجاهلیة والفترة الذی رجاله لایعرفون ذٰلك فضلاعن نسائه،ولذالما بعث صلی الله تعالٰی علیه وسلم تعجب اهل مکة وقالواأبعث الله بشرا رسولا ، وقالوالوشاء ربنالانزل ملٰئکة،ربما کانوا یظنون ان ابراهیم علیه السلام بعث بما هم علیه فانهم لم یجدوامن یبلغهم شریعته علٰی وجهها لدثورها وفقد من یعرفها،اذکان بینهم وبینه ازید من ثلثة اٰلاف سنة،قاله فی مسالك الحنفاء والدرج المنیفة اه باختصار[15]۔

احکام شریعت جاننے والے اور صحیح طور سے دعوت کی تبلیغ کرنے والے ناپید ہیں، صرف چند علماء اہل کتاب ہیں جو اطراف زمین شام وغیرہ میں منتشر ہیں۔۔۔۔۔اور آج جبکہ اسلام شرق وغرب میں پھیل چکا ہے عورتوں کا یہ حال ہے کہ اکثر احکام شرع سے بے خبر رہتی ہیں کیونکہ علماء سے ان کا ربط اوروابستگی نہیں۔ پھر عہد جاہلیت اورزمانہ فترت کی عورتوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جبکہ عورتیں در کنار مرد بھی ان سب سے ناآشنا ہوتے تھے،اسی لئے تو جب رسول خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو اہل مکہ کو تعجب ہوا، بولے: کیا اللہ نے کسی انسان کو رسول بناکر مبعوث کیا ہے ؟ اور بولے: اگر ہمارا رب چاہتاتوفرشتے اتارتا۔ وہ تو یہاں تک سمجھا کرتے تھے کہ جو کچھ وہ کررہے ہیں ان ہی باتوں کولے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے، اس غلط خیال کی یہی وجہ تھی کہ شریعت ابراہیمی کو صحیح طور سے کوئی پہنچانے والا ہی انکو نہ ملا، کیونکہ اس کے نشانات مٹ گئے تھےاوراس کے جاننے والے بھی ناپید ہوچکے تھے،اس لئے کہ ان اہل مکہ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درمیان تین ہزار سال سے زیادہ کا عرصہ تھا۔ یہ مسالک الحنفاء اور الدرج المنیفہ میں فرمایا گیاہے اھ باختصار (ت)

---

[15] شرح الزرقانی علی مواهب اللدنیة المصد الاول باب وفاة امه وما یتعلق بابویه دار المعرفة بیروت ۱/۱۸۴

جماہیر ائمہ اشاعرہ رحمہم اللہ تعالٰی کے نزدیک جب تک بعثت اقدس حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہو کر دعوتِ الٰہیہ انہیں نہ پہنچی یہ سب فرقے ناجی وغیر معذب تھے۔

لقولہ تعالٰی "وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝" [16]۔ (الجواب بتعمیم الرسول العقل او تخصیص العذاب بعذاب الدنیا خلاف الظاھر فلا یصار الیہ الا بموجب ولا موجب اقول بلٰی احادیث صحیحۃ صریحۃ کثیرۃ بثیرۃ ناطقۃ بعذاب بعض اھل الفترۃ کعمرو بن لحی وصاحب المحجن وغیرھما وبہ علم ان ردھا یجعلھا معارضۃ للقطعی کما صدر عن العلامۃ الابی والامام السیوطی و کثیر من الاشعریۃ لاسبیل الیہ فان قطعیۃ الدلالۃ غیر مسلم فلا یھجم بمثل ذٰلك علٰی ردالصحاح والکلام	اللہ تعالٰی کے اس قول کے مطابق: ہم عذاب فرمانے والے نہ تھے یہاں تک کہ بھیج لیں رسول۔ (اشاعرہ کے جواب میں یہ کہنا کہ رسول سے مراد عام ہے خواہ انسان ہو یا عقل یا یہ کہ عذاب سے مراد صرف عذاب دنیا ہے (یعنی جب تک ہم کوئی رسول نہ بھیج لیں دنیا میں عذاب نہیں دیتے اور عذاب آخرت دعوت رسول پہنچے بغیر بھی ہو سکتا ہے) یہ (تاویل) خلاف ظاہر ہے جس کی طرف رجوع کا کوئی موجب نہیں۔ **اقول:** کیوں نہیں بہت ساری صحیح صریح حدیثیں بعض اہل فترت کے عذاب (دنیاوی) پر ناطق ہیں جیسے عمرو بن لحہ اور ٹیڑھے ڈنڈے والا آدمی جو اپنے ڈنڈے سے لوگوں کی چیزیں اچک کر چُرا لیتا تھا) اور ان دونوں کے علاوہ۔۔۔۔اس بیان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ان صحیح حدیثوں کا رد کرنے کی کوئی وجہ نہیں یہ کہتے ہوئے کہ یہ احادیث نص قطعی کے خلاف ہیں جیسا کہ علامہ ابی، امام سیوطی اور بہت سے اشعریہ نے یہی کہہ کر رد کر دیا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اس معنٰی پر آیت کی دلالت

[16] القرآن الکریم ۱۷/۱۵

ھٰھنا طویل لیس ھذا موضعہ ولا نحن بصددہ۔	قطعی ہونا مسلم نہیں تو پھر غیر قطعی الدلالۃ نص سے احادیث صحیحہ کے رد کا ارتکاب نہیں کیا جاسکتا۔ کلام یہاں پر طویل ہے جس کا یہ محل نہیں اور نہ ہی یہاں پر ہمارا مقصود ہے ۱۲ مترجم۔

خصوصًا جُہال عرب جنہیں قرآن عظیم جابجا امی وجاہل وبے خبر وغافل بتارہا ہے، صاف ارشاد ہوتا ہے:

"تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ۙ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝" [17]	اتارا ہوا زبردست مہر والے کا کہ تو ڈرائے ان لوگوں کو کہ نہ ڈرائے گئے انکے باپ دادا تو وہ غفلت میں ہیں۔

اور خود ہی ارشاد ہوتا ہے:

"ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ یَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰی بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ۝" [18]۔ **قلت** ای وھذا وان کان ظاھرًا فی عذاب الدنیا وعذاب الاٰخرۃ منتف بالفحوٰی فان الملك الکریم الذی لم یرض للغافل بعذاب منقطع لایرضٰی بعذاب دائم من باب اولی اقول لٰکن الغفلۃ انما ھی علٰی امر الرسالۃ والنبوۃ والسمعیات کبعث وغیرہ، وقد قلنا بموجبھا فی ذٰلک۔ اما التوحید فلاغفلۃ عنہ مع وضوح الدلائل وکفایۃ العقل	یہ اس لئے کہ تیرا رب بستیوں کو ہلاک کرنے والا نہیں ظلم سے جب کہ ان کے رہنے والے غفلت میں ہوں۔ **قلت** یہ آیت اگرچہ غفلت والے سے عذاب دنیا کی نفی میں ظاہر ہے اور عذاب آخرت کی نفی مفہوم سے ہوجاتی ہے کیونکہ جس بادشاہ کریم نے غافل کے لئے دنیا کا فانی عذاب پسند نہ کیا وہ آخرت کا دائمی عذاب بدرجہ اولٰی پسند نہ فرمائیگا۔ اقول لیکن یہ وہ غفلت ہے جو رسالت، نبوت اور سمع عقائد بعث وغیرہ کے باب میں ہو، اور اس باب میں موجب غفلت پائے جانے کے ہم قائل ہیں لیکن توحید سے غفلت کا کوئی موجب نہیں جبکہ اس کے دلائل واضح ہیں اور عقل اس کی

[17] القرآن الکریم ۳۶/۵و۶

[18] القرآن الکریم ۶/۱۳۱

وقد قال اللہ تعالٰی: "قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴿۸۴﴾ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِؕ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ﴿۸۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ﴿۸۶﴾ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِؕ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ﴿۸۷﴾ قُلْ مَنْۢ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّ هُوَ یُجِیْرُ وَ لَا یُجَارُ عَلَیْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴿۸۸﴾ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِؕ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ﴿۸۹﴾ "[19] وقال تعالٰی:۔ "وَ لَىٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُۚ فَاَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ﴿۶۱﴾ "[20] الٰی غیر ذٰلك من الاٰیات۔کل ذٰلك مع قولہ عز من قائل۔ "اَنْ تَقُوْلُوْۤا اِنَّمَاۤ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآىٕفَتَیْنِ مِنْ قَبْلِنَا۪ وَ اِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِیْنَ﴿۱۵۶﴾ "[21]۔فافهم۔	رہنمائی کے لئے کافی ہے۔ باری تعالٰی کا ارشاد ہے: تم فرماؤ کس کی ہے زمین اور جو اس میں ہیں اگر تم جانتے ہو؟ بولیں گے اللہ کی۔ تم فرماؤ پھر تم کیوں دھیان نہیں دیتے؟ تم فرماؤ کون ہے ساتوں آسمانوں کا مالک اور بڑے عرش کا مالک؟ بولیں گے: یہ اللہ ہی کی شان ہے۔فرماؤ پھر تم کیوں نہیں ڈرتے؟ تم فرماؤ کون ہے جس کے ہاتھ ہر چیز کا اقتدار ہے اور وہ پناہ دینے والا ہے اور اس کے خلاف پناہ نہیں دی جاسکتی اگر تم جانتے ہو؟ بولیں گے یہ اللہ ہی کی شان ہے۔فرماؤ پھر تم کس جادو کے فریب میں پڑے ہو۔اور ارشاد باری ہے اور اگر تم ان سے پوچھو کس نے بنائے آسمان اور زمین اور کام میں لگائے سورج اور چاند، تو ضرور کہیں گے اللہ نے۔ پھر کہاں اوندھے جاتے ہیں؟ اور ان کے علاوہ آیات۔ساتھ ہی یہ ارشاد بھی ہے: کبھی تم کہو کہ کتاب تو ہم سے پہلے کے دو گروہوں پر نازل کی گئی تھی اور ہم اس کے پڑھنے پڑھانے سے غافل تھے، غور کیجئے۔(ت)

ائمہ ماتریدیہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ائمہ بخارا وغیرہم بھی اسی کے قائل ہوئے۔امام محقق

[19] القرآن الکریم ۲۳/۸۴تا۸۹

[20] القرآن الکریم ۲۹/۶۱

[21] القرآن الکریم ۶/۱۵۶

کمال الدین ابن الہمام قدس سرہ نے اسی کو مختار رکھا۔ شرح فقہ اکبر میں ہے:

قال ائمة البخاری عندنا لایجب ایمان ولایحرم کفر قبل البعثت کقول الاشاعرة[22]۔	ائمہ بخاری نے اشاعرہ کی طرح فرمایا: ہمارے نزدیک قبل بعثت وجوب ایمان اور حرمت کفر دونوں نہیں۔ (ت)

فواتح الرحموت میں ہے:

عندالاشعریة والشیخ ابن الهمام لایؤاخذون ولو اتوا بالشرك والعیاذباللّٰه تعالٰی[23]۔	اشعریہ اور شیخ ابن الہمام کے نزدیک ان سے مواخذہ نہیں اگرچہ مرتکب شرک ہوں، والعیاذباللّٰه تعالٰی۔ (ت)

حاشیہ طحطاویہ علی الدر المختار میں ہے:

اهل الفترة ناجون ولو غیروا وبدلوا علی ماعلیه الاشاعرة وبعض المحققین من الماتریدیه ونقل الکمال فی التحریر عن ابن عبدالدولة انه المختار لقوله تعالٰی: "وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝" وما فی الفقه الاکبر من ان والدیه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم ماتا علی الکفر فمدسوس علی الامام[24] الخ۔	اہل فترت ناجی ہیں اگرچہ تغیر وتبدیل کے مرتکب ہوں۔ اس پر اشاعرہ اور بعض محققین ماتریدیہ ہیں۔ کمال ابن ہمام تحریر میں ابن عبدالدولہ سے ناقل ہیں کہ یہی مختار ہے کیونکہ ارشاد باری تعالٰی ہے: ہم عذاب فرمانے والے نہیں جب تک کہ کوئی رسول نہ بھیج لیں۔۔۔۔۔۔۔اور فقہ اکبر میں جو ہے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے والدین نے حالت کفر میں انتقال کیا تو یہ مصنف فقہ اکبر امام اعظم پر دسیسہ کاری ہے (ت)

اس قول پر توظاہر کہ اہل فترت کو تازمان فترت کافر نہ کہاجائے گا کہ وہ ناجی ہیں، اورکافر ناجی نہیں تو شکل ثانی نے صاف نتیجہ دیا کہ وہ کافر نہیں۔

وعلٰی هذا استدل به السید العلامة	اسی بنیاد پر اس سے سید علامہ طحطاوی نے

[22] منح الروض الازہر فی شرح الفقه الاکبر معنی قرب الباری الخ دار البشائر الاسلامیه بیروت ص ۳۰۷

[23] فواتح الرحموت بذیل المستصفی المقالة الثانیة الباب الاول منشورات الشریف الرضی قم ایران ۱/ ۲۹

[24] حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار کتاب النکاح باب نکاح الکافر المکتبة العربیه کوئٹہ ۲/ ۸۰

علٰی نزھۃ الابوین الشریفین عن الکفر۔رضی اللہ تعالٰی عنھما وعن کل من احب اجلالھما اجلالا لرسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔	والدین کریمین کے کفر سے منزہ ہونے پر استدلال کیا ہے۔ اللہ تعالٰی ان دونوں سے راضی ہوا اور ہر اس شخص سے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اکرام کی خاطر ان کا اکرام پسند کرے۔(ت)

ولہٰذا ائمہ اشاعرہ میں کوئی انہیں مسلم کہتا ہے کوئی معنی مسلم میں۔

قال الزرقانی "ثم اختلف عبارۃ الاصحاب فیمن لم تبلغہ الدعوۃ فاحسنھا من قال انہ ناج، وایاھا اختار السبکی، ومنھم من قال علی الفترۃ عـــہ منھم من قال مسلم قال الغزالی والتحقیق ان یقال فی معنٰی مسلم[25]۔"	زرقانی نے فرمایا: پھر اصحاب (ائمہ رحمہم اللہ کی عبارتیں اس کے بارے میں مختلف ہوگئیں جسے دعوت نہ پہنچی سب سے عمدہ عبارت اس کی ہے جس نے کہا وہ ناجی ہے۔اسی کو امام سبکی نے اختیار کیا، کسی نے کہا وہ فترۃ پر ہے۔ کسی نے کہا مسلم ہے۔امام غزالی نے فرمایا کہ تحقیق یہ ہے کہ اسے معنٰی مسلم میں کہا جائے۔(ت)

اس طور تو خود ابوطالب پر حکم کفر اس وقت سے ہوا جب بعد بعثت اقدس تسلیم واسلام سے انکار کیا، اور یہ وقت وہ تھا کہ حضرت مولٰی علی کرم اللہ وجہہ الاسنٰی خود اسلام لاکر حکم تبعیت سے قطعًا منزہ ہوچکے تھے وللہ الحمد۔

بعض علماء قائل تفصیل ہوئے کہ اہل فترت کے مشرک معاقب اور موحد وغافل مطلقًا ناجی۔یہ قول اشاعرہ سے امامین جلیلین نووی ورازی رحمہا اللہ تعالٰی کا ہے۔

وتعقبہ الامام الجلال السیوطی فی رسائلہ فی الابوین الکریمین	اس قول کا امام جلال الدین سیوطی نے اسلام والدین کریمین رضی اللہ تعالٰی عنہما سے متعلق اپنے

عـــہ: ھکذا فی نسختی بالتاء ویترأای لی انہ "الفطرۃ" بالطاء ۱۲منہ۔	اعلٰی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں) میرے نسخہ میں اسی طرح تا سے ہے میرا خیال ہے کہ یہ طا کے ساتھ "فطرۃ" ہے ۱۲منہ (ت)

[25] شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ المقصد الاول باب وفاۃ امہ الخ دار المعرفۃ بیروت ۱/۱۷۲

رضی اللہ تعالٰی عنہما بما یرجع الی القول بالامتحان۔ والعلامۃ ابوعبداللہ محمد بن خلف ن الابی فی اکمال الاکمال شرح صحیح مسلم کما نقل کلامہ فی المواھب۔اقول لکنہ عاد اٰخر الی تسلیمہ حیث قال اولا لما دلّت القواطع علی انہ لاتعذیب حتی تقوم الحجۃ علینا انھم غیر معذبین[26]اھ ثم استشعر ورود الاحادیث وقسمھم اٰخر الکلام الی موحد ومبدل و غافل، ثم قال فیحمل من صح تعذیبہ علی اھل القسم الثانی لکفرھم بما تعدوابہ من الخبائث، و اللہ سبحٰنہ وتعالٰی قدسمّٰی جمیع ھٰذا القسم کفّارا ومشرکین فانا نجدالقرآن کلما حکٰی حال احد سجل علیھم بالکفر والشرک، کقولہ تعالٰی " مَاجَعَلَ اللّٰہُ مِنۡۢ بَحِیۡرَۃٍ وَّلَاسَآئِبَۃٍ "ثم قال اللہ تعالٰی "وَّلٰکِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا

رسائل میں تعاقب کیاہے جس کا مآل یہ ہے کہ پہلے اہل فترت کا امتحان (پھر فیصلہ)۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن خلف ابی مالکی نے بھی اکمال الاکمال شرح صحیح مسلم میں قول مذکور کا تعاقب کیا ہے جیسا کہ مواہب لدنیہ میں ان کا کلام منقول ہے،اقول مگر آخر میں چل کر انہوں نے اس قول کو تسلیم کرلیا ہے اس طرح کہ پہلے فرمایا کہ جب قطعی نصوص نے بتایا کہ حجت قائم ہوئے بغیر عذاب نہ دیا جائے گا تو ہم نے جانا کہ ان پر عذاب نہ ہوگا اھ۔پھر انہیں خیال پیدا ہوا کہ تعذیب کے بارے میں تو حدیثیں بھی وارد ہیں توآخر کلام میں اہل فترت کو انہوں نے تین قسموں موحد(۱)، مبدّل(۲)،اور غافل(۳) میں تقسیم کیا۔پھر فرمایاکہ جن کی تعذیب کی صحت ثابت ہے انہیں قسم ثانی والوں پر محمول کیاجائیگا اس لئے کہ وہ اپنے برے افکار واعمال کے ذریعے حد سے تجاوز کرنے کے باعث کافر ہوئے اوراللہ تعالٰی نے اس قسم کے سارے لوگوں کو کفار ومشرکین کے نام سے موسوم کیا ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن ان میں سے جب کسی کا حال بیان فرماتا ہے تو صاف صاف انکے کافر ومشرک ہونے کا حکم ثبت فرمادیتا ہے جیسے یہ ارشاد باری ہے:

[26] المواھب اللدنیۃ المقصد الاول قضیہ نجاۃ والدیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الخ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۱۷۹

یَفۡتَرُوۡنَ عَلَی اللّٰہِ الۡکَذِبَ ؕ وَ اَکۡثَرُہُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۰۳﴾ "[27]۔الخ، فھذا کماتری رجوع الی ما قالہ ھٰذا ان الامامان من تعذیب من اشرک منھم۔**اقول:** وفی استدلالہ بالاٰیۃ خفاء ظاھر اذلیست نصًّا فی ان المراد بھم من اخترع ذٰلک من اھل الفترۃ،بل الکفار لما تدینوا بتلک الاباطیل سجل علیھم بانھم یفترون علی اللہ الکذب۔۔۔۔وبالجملۃ فمفاد الاٰیۃ ان الکافرین یفترون لا ان المفترین کلھم کافرون،حتی یکون تسجیلا علٰی کفر اھل الفترۃ۔	اللہ نے مقرر نہ کیا بحیرہ (کان چرا) اور نہ سائبہ۔ پھر یہ ارشاد ہے: لیکن جو لوگوں نے کفر کیا وہ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور ان میں اکثر بے عقل ہیں الخ۔ تو یہ جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو اسی کی طرف رجوع ہے، جو امام نووی وامام رازی نے فرمایا کہ اہل فترت کے مشرکوں پر عذاب ہوگا۔ **اقول:** (میں کہتا ہوں) ہاں علامہ ابی نے آیت مذکورہ سے جو استدلال کیا ہے اس میں کھلا ہوا خفا ہے کیونکہ آیت اس بارے میں نص نہیں ان سے اہل فترت ہی کے (بحیرہ وغیرہ کا اختراع کرنیوالے مراد ہیں، بلکہ کفار نے جب ان باطل چیزوں کو اپنے دین واعتقاد میں داخل کرلیا تو ان کے بارے میں یہ حکم ثبت فرمایا کہ وہ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ آیت کا مفادیہ ہے کہ کافرین افترا کرتے ہیں، نہ یہ کہ سارے افترا کرنے والے کافر ہیں کہ اہل فترت کے کفر کی تصریح ہو۔ (ت)

ردالمحتار میں یہی قول ائمہ بخارا کی طرف نسبت کیا:

علی خلاف ماقدمنا عن القاری والطحطاوی وبحر العلوم رحمھم اللہ تعالٰی،حیث قال"نعم البخاریّون من الماتریدیۃ وافقوا الاشاعرۃ،وحملوا قول الامام، لاعذر لاحد فی الجھل بخالقہ،علٰی مابعد	اس کے برخلاف جو پہلے ہم نے مولانا علی قاری، طحطاوی اور بحر العلوم رحمہم اللہ تعالٰی سے نقل کیا، علامہ شامی نے اس طرح فرمایا کہ ہاں ماتریدیہ میں سے ائمہ بخارا اشاعرہ کے موافق ہوئے انہوں نے امام اعظم کے قول "اپنے خالق سے جاہل رہنے میں کسی کے لئے کوئی عذر نہیں۔" کو

[27] المواھب اللدنیۃ المقصد الاول قضیۃ نجاۃ والدیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم المکتب الاسلامی بیروت ۱/۱۸۱

البعثة.واختاره المحقق ابن الهمام فی التحریر۔ لکن ھذا فی غیر من مات معتقدا للکفر۔فقد صرح النوری والفخر الرازی بان من مات قبل البعثة مشرکا فھو فی النار،وعلیه حمل بعض المالکیة ماصح من الاحادیث فی تعذیب اھل الفترة[28]الخ۔"	مابعد بعثت پر محمول کیا،اسی کو محقق ابن الہمام نے تحریر میں اختیار کیالیکن یہ قول جو لوگ کفر کا عقیدہ رکھتے ہوئے مر گئے ان کے علاوہ کے بارے میں ہے۔امام نووی اور فخر الدین رازی نے تصریح فرمائی ہے کہ جو قبل بعثت حالت شرک میں مر گئے جہنم میں ہوں گے۔اسی پر بعض مالکیہ نے تعذیب اہل فترت سے متعلق احادیث صحیحہ کو محمول کیاہے۔(ت)

جمہور ائمہ ماتریدیہ قدست اسرارھم کے نزدیک اہل فترت کے مشرک [۱]، معاقب، موحد [۲]، ناجی، غافلوں [۳] میں جس نے مہلت فکر وتامل نہ پائی، ناجی، پائی [۴]، معاقب۔

وھو المؤید بما نقل عن امام المذھب رضی اللہ عنه من قوله لاعذر لاحد[29]الخ وحمل البخار یین لا یجری فی قوله الاٰخر فیما نقل عنه وانه لو لم یبعث اللہ رسولا لو جب علی الخلق معرفته بعقولھم لکن اوله المحقق بحمل الوجوب علی العرفی۔ای لکان ینبغی لھم ذلک۔ **اقول:** ویرد علٰی ظواھر ھذہ الاقوال جمیعا احادیث الامتحان وھی صحیحة	یہی قول تائید یافتہ ہے اس سے جو امام مذہب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے منقول ہے کہ کسی کے لئے اپنے خالق سے جاہل رہنے میں کوئی عذر نہیں الخ اور اہل بخارا کا بعدِ بعثت والوں پر اس قول کو محمول کرنا امام سے منقول اس دوسرے قول میں نہ چل سکے گا کہ اگر اللہ تعالٰی کوئی رسول مبعوث نہ فرماتا تو بھی مخلوق پر اپنی عقلوں کے ذریعہ خالق کی معرفت واجب ہوتی۔ لیکن محقق ابن الہمام نے اسے وجوب عرفی پر محمول کرکے تاویل کی ہے یعنی ان کے لئے یہی مناسب ہوتا۔ **اقول:** ان تمام اقوال کے ظاہر پر احادیث امتحان سے اعتراض وارد

[28] ردالمحتار کتاب النکاح باب نکاح الکافر داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۳۸۶

[29] ردالمحتار کتاب النکاح باب نکاح الکافر داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۳۸۶

كثيرة ولا ترد ولا ترام۔ وقد عد السيوطي جملة منها قال "والمصحح منها ثلثة۔	ہوگا۔اور یہ حدیثیں صحیح بھی ہیں کہ کثیر بھی۔اس قابل نہیں کہ رد کی جائیں یا انہیں رد کرنے کا ارادہ کیا جائے۔ امام سیوطی نے ان میں کچھ حدیثیں شمار کرائی ہیں، فرمایا کہ ان میں صحیح یافتہ تین ہیں۔
الاول حديث الاسود بن سريع وابي هريرة معًا مرفوعًا، اخرجه احمد وابن راهويه والبيهقي و صححه وفيه واما الذي مات في الفترة فيقول رب ما اتاني لك رسول، فيأخذ مواثيقهم ليطيعنه، فيرسل اليهم ان ادخلوا النار، فمن دخلها كانت عليه بردًا وسلامًا، ومن لم يدخلها سحب اليها[30]۔	**اول:** اسود بن سریع اور ابوہریرہ دونوں حضرات کی حدیث مرفوع، جس کی تخریج امام احمد اور ابن راہویہ اور بیہقی نے کی ہے۔اور بیہقی نے اسے صحیح بھی کہا ہے۔اس حدیث میں ہے: لیکن وہ جو فترت میں مرگیا تو عرض کرے گا خداوندا ! میرے پاس تیرا کوئی رسول نہ آیا۔تو ان سے عہد و پیمان لے گا کہ اب ضرور اس کا حکم مانیں گے۔تو انہیں پیغام بھیجے گا کہ دوزخ میں داخل ہوجاؤ، جو داخل ہوگا اس پر ٹھنڈک اور سلامتی ہوجائے گی۔جو نہ داخل ہوگا اسے گھسیٹ کر لایا جائے گا۔
والثاني حديث ابي هريرة موقوفًا، وله حكم الرفع لان مثله لايقال من قبل الرأي۔اخرجه عبدالرزاق وابن جرير وابن ابي حاتم وابن المنذر في تفاسيرهم، اسناده صحيح على شرط الشيخين[31]۔	**دوم:** حضرت ابوہریرہ کی حدیث موقوف، یہ بھی مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ ایسی بات رائے سے نہیں کہی جاسکتی۔اس کی تخریج عبدالرزاق نے کی ہے اور ابن جریر وابن ابی حاتم وابن المنذر نے اپنی تفاسیر میں کی ہے، اسکی اسناد صحیح بر شرط شیخین ہے۔
والثالث حديث ثوبان مرفوعًا، اخرجه البزار والحاكم في المستدرك وقال صحيح على شرط الشيخين، واقره الذهبي[32]۔الخ	**سوم:** حضرت ثوبان کیحدیث مرفوع، جس کی تخریج بزار نے کی ہے، اور حاکم نے مستدرک میں تخریج کرکے فرمایا کہ صحیح بر شرط شیخین ہے، اور ذہبی نے اسے مقرر رکھا۔

[30] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بحوالہ السیوطی المقصد الاول، باب وفاۃ امہ الخ دار المعرفۃ بیروت ۱/۱۷۳۔۱۷۲

[31] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بحوالہ السیوطی المقصد الاول، باب وفاۃ امہ الخ دار المعرفۃ بیروت ۱/۱۷۳۔۱۷۲

[32] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بحوالہ السیوطی المقصد الاول، باب وفاۃ امہ الخ دار المعرفۃ بیروت ۱/۱۷۳۔۱۷۲

وذٰلك لان الامتحان یوجب الوقف والقول بشیئ یخالفه بید انّ تمام وروده انما ھو علی الاشاعرة الذین اطلقوا القول بالنجاة اما المفصلون من اصحابنا فلھم ان یقولوا ینجو ھذا یعاقب ذاک۔ ولٰکن یکون ذٰلك بعدالامتحان۔ولی ھٰھنا کلام اٰخر فی تحقیق المرام لااذکرہ لخوف الاطالة وغرابة المقام فلنرجع الی ما کنا فیه۔	وجہ اعتراض یہ ہے کہ جب فیصلہ بعد امتحان ہوگا تو ہم پر توقف لازم ہے،اور کوئی صریح حکم لگا دینا اس کے خلاف ہے، لیکن یہ سارا اعتراض ان اشاعرہ پر ہے جو مطلقاً نجات کے قائل ہیں لیکن ہمارے اصحاب میں سے اہل تفصیل یہ جواب دے سکتے ہیں کہ یہ ناجی ہوگا وہ معاقب۔ لیکن فیصلہ بعد امتحان ہوگا۔ اور یہاں تحقیق مقصود میں میرا ایک دوسرا کلام ہے جسے خوف طوالت اور اجنبیت مقام کے باعث ترک کررہا ہوں، اب ہم اصلی بحث کی طرف رجوع کریں۔(ت)

ان دونوں قولوں پر بس حکم کفر کے لئے صراحۃً اختیار شرک، یا بر قول آخر وصف مہلت تامل، ترک توحید کا ثبوت لازم۔ہم پوچھتے ہیں مخالف کے پاس کیا حجت ہے کہ زمانہ فترت میں حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالٰی عنہا موحدہ یا غافلہ نہ تھیں حالانکہ بہت عورتوں کی نسبت یہی مظنون کما قدمنا عن الزرقانی عن السیوطی (جیسا کہ ہم بحوالہ زرقانی امام سیوطی سے ماقبل میں ذکر کرچکے ہیں۔ت) مخالف جو دلیل رکھتا ہے پیش کرے اور جب نہ پیش کرسکے تو رجماً بالغیب حکم تبعیت پر کیونکر منہ کھول دیا۔ کیا اطلاق کفر اور وہ بھی معاذاللہ ایسی جگہ محض اپنے تراشیدہ اوہام پر ہوسکتا ہے؟ کیا محتمل نہیں کہ وہ اس وقت بھی ان لوگوں میں ہوں جو بالاتفاق ناجی ہیں، تو ولد انہیں کا تابع ہوگا اور بالتبع بھی حکم کفر ہرگز صحیح نہ ہوسکے گا۔علامہ شامی قدس سرہ السامی ردالمحتار میں مسلم وکافرہ سے مولود بالزنا کی نسبت فرماتے ہیں:

یظھر لی الحکم بالاسلام للحدیث الصحیح کل مولود یولد علی الفطرة حتی یکون ابواہ ھما اللذان یھودانه اوینصرانه،فانھم قالوا انه صلی اللہ تعالٰی علیه	مجھے اس کے مسلمان ہونے کا حکم کرنا ہی سمجھ میں آتا ہے اس لئے کہ حدیث صحیح ہے کہ ہر بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کے ماں باپ دونوں ہی اس کو یہودی یا نصرانی بناتے ہیں۔ علماء نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ

وسلم جعل اتفاقھما ناقلا لہ عن الفطرۃ فاذا لم یتفقا بقی علی اصل الفطرۃ، وایضًا حیث نظروا للجزئیۃ فی تلك المسائل احتیاطا فلینظر الیھا ھنا احتیاطا ایضا، فان الاحتیاط بالدین اولٰی ولان الکفر اقبح القبیح فلاینبغی الحکم بہ علٰی شخص بدون امر صریح[33] اھملخصًا۔	تعالٰی علیہ وسلم نے ماں اور باپ دونوں کے اتفاق کو دین فطرت سے منتقل کرنے والا ٹھہرایا۔ تو اگر دونوں متفق نہ ہوں تو بچہ اصل فطرت پر رہے گا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ علماء نے جب ان مسائل میں احتیاطًا جزئیت کا لحاظ کیا تو یہاں بھی احتیاطًا لحاظِ جزئیت ہونا چاہئے کیونکہ دین کے معاملہ میں احتیاط ہی اولٰی ہے۔ اور اس لئے بھی کہ کفر سب سے بدتر قبیح ہے تو کسی شخص پر کسی امر صریح کے بغیر حکم کفر لگانا مناسب نہیں۔ اھ ملخصًا (ت)

سبحان اللہ! اس جرأت کی کوئی حد ہے کہ مدعاعلیہ اسد اللہ الغالب اور دلیل و گواہ مفقود و غائب، انا للہ وانا الیہ راجعون (ہم اللہ ہی کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ ت)

ثانیًا: باجماع ائمہ اشاعرہ قدست اسرارھم، حسن وقبح مطلقًا شرعی ہیں۔ تو قبل شرع اصلًا کسی شیئ کی نسبت ایجاب یا تحریم کچھ نہیں۔ بعض ائمہ ماتریدیہ تمت انوارھم بھی باآنکہ قائل عقلیت ہیں مگر تعرف عقل قبل سمع کو مستلزم حکم و شغل ذمہ مکلّف عــــہ نہیں جانتے۔ یہی مذہب امام ابن الہمام نے اختیار فرمایا اور انہیں کی تبعیت فاضل محب اللہ بہاری نے کی۔ مسلم الثبوت و فواتح الرحموت میں ہے:

(عندنا) وعند المعتزلۃ عقلی لکن عند نا من متاخری الماتریدیہ لایستلزم ھذا الحسن والقبح حکمًا	اشیاء کا حسن وقبح ہمارے نزدیک اور معتزلہ کے نزدیک عقلی ہے لیکن ہم متاخرین ماتریدیہ کے نزدیک یہ حسن وقبح بندے کے بارے میں اللہ

عــــہ: یعنی بعض ائمہ ماتریدیہ مانتے ہیں کہ کچھ اشیاء کے حسن وقبح کا ادراک عقل سے ہوتا ہے مگر وہ اس کے قائل نہیں کہ شریعت آنے سے پہلے ہی محض عقل کے ادراک پر مکلّف بندہ ذمہ دار ہوجائے اور اس پر کسی کام کا کرنا یا نہ کرنا لازم ہوجائے ۱۲ محمد احمد

[33] ردالمحتار کتاب النکاح باب نکاح الکافر دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۳۹۴

من الله سبحٰنه فی العبد فمالم یحکم الله تعالٰی بارسال الرسل وانزال الخطاب لیس هناك حکم اصلًا ومن هٰهنا اشترطنا بلوغ الدعوة فی تعلق التکلیف فالکافر الذی لم تبلغه الدعوة غیر مکلف بالایمان ایضًا ولا یؤاخذ بکفره[34] اهملخصًا۔

سبحٰنہٗ کی طرف سے کسی حکم کو مستلزم نہیں، تو جب تک اللہ نے رسولوں کو بھیج کر اور خطاب نازل فرما کر کوئی حکم نہ فرمایا یہاں بالکل کوئی حکم نہیں۔ یہیں سے ہم نے کہا کہ مکلّف ہونے کا تعلق اس شرط کے ساتھ ہے کہ دعوت پہنچی ہو تو وہ کافر جسے دعوت نہ پہنچی وہ ایمان کا بھی مکلّف نہیں اور اس کے کفر پر بھی اس سے مواخذہ نہ ہوگا۔ اھ ملخصًا (ت)

نیز فواتح میں ہے:

حاصل البحث ان هٰهنا ثلثة اقوال:

الاول مذهب الاشعریه ان الحسن والقبح فی الافعال شرعی وکذٰلك الحکم۔

الثانی انهما عقلیان وهما مناطان لتعلق الحکم۔ فاذا ادرك فی بعض الافعال کالایمان والکفر و الشرك والکفر ان یتعلق الحکم منه تعالٰی بذمة العبد وهو مذهب هٰؤلاء الکرام والمعتزلة. الا انه عندنا لا تجب العقوبة بحسب القبح العقلی کما لا تجب بعد ورود الشرع لاحتمال العفو بخلاف هٰؤلاء[35]۔

الثالث عقلیان ولیسا موجبین للحکم

حاصل بحث یہ ہے کہ یہاں تین اقوال ہیں:

اول مذہب اشعریہ کہ افعال کا حسن وقبح شرعی ہے۔ اسی طرح حکم افعال بھی شرعی ہے۔

دوم حسن وقبح عقلی ہیں اور ان پر تعلق حکم کا مدار ہے۔ تو جب بعض افعال میں حکم کا ادراک ہو جائے جیسے ایمان کفر، شرک اور کفران میں تو اللہ تعالٰی کی طرف سے بندے کے ذمہ حکم متعلق ہو جائے گا، یہی ان علمائے کرام اور معتزلہ کا مذہب ہے، مگر یہ ہے کہ ہمارے نزدیک قبح عقلی کے اعتبار سے عقوبت واجب نہیں ہو جاتی جیسا کہ ورود شرع کے بعد واجب نہیں کیونکہ عفو کا احتمال ہے بخلاف معتزلہ کے کہ وہ واجب مانتے ہیں۔

سوم حسن وقبح عقلی ہیں۔ اور اتنے ہی سے

[34] فواتح الرحموت بذیل المستصفی المقالۃ الثانیہ الباب الاول منشورات الشریف الرضی قم ایران ۱/۲۵

[35] فواتح الرحموت بذیل المستصفی المقالۃ الثانیہ الباب الاول منشورات الشریف الرضی قم ایران ۱/۲۹

ولا کاشفین عن تعلقه وهو مختار الشیخ ابن الهمام وتبعه المصنف ورأیت فی بعض الکتب وجدت مشائخنا الذین لاقیتهم قائلین مثل قول الاشعریة [36]اھ بتلخیص۔	وہ تعلق حکم کے موجب یا مظہر نہیں۔یہی شیخ ابن الہمام کا مختار ہے اور مصنف نے اسی کا اتباع کیا ہے۔میں نے بعض کتابوں میں پڑھا کہ میں نے اپنے ان مشائخ کو جن سے میں نے ملاقات کی ہے اشعریہ کے قول کا قائل پایا اھ بتلخیص۔(ت)

ان دونوں قولوں پر قبل شرح حکم اصلا نہیں،تو عصیان نہیں،کہ عصیان مخالفت حکم کا نام ہے۔

ولذا قال الامام ابن الهمام کیف تحقق طاعة او معصیة قبل ورود امر ونهی۔	اسی لئے ابن الہمام نے فرمایا کہ امر و نہی وارد ہونے سے پہلے کسی طاعت یا معصیت کا تحقق کیسے!(ت)

اور جب عصیان نہیں کفر بالاولٰی نہیں کہ وہ اخبث معاصی ہے اور انتفائے عام مستلزم انتفائے خاص۔یوں بھی خود ابوطالب پر تا زمان فترت حکم کفر نہ تھا،جب کفر کیا تبعیت کا اصلاً محل نہ تھا۔

جماہیر ائمہ ماتریدیہ رضی اللہ تعالٰی عنہم اگرچہ عقل کو معرف حکم مانتے ہیں،مگر نہ مطلقاً کہ یہ تو سفاہت سفہائے معتزلہ و روافض و کرامیہ وبراہمہ **خذلهم الله تعالٰی** (اللہ تعالٰی ان کو رسوا کرے۔ت) ہے۔بلکہ امثال توحید و شکر و ترک کفران و کفر وغیرہا امور عقلیہ غیر محتاج سمع میں۔اس مذہب پر پھر وہی سوال ہوگا کہ حضرت فاطمہ بنت اسد کا زمان فترت میں ارتکاب شرک واجتناب توحید ثابت کرو۔اگر نہ ثابت کرسکو تو کیا مولی المسلمین ولی رب العلمین حبیب سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر ایسے شنیع لفظ کا اطلاق بے دلیل کردیا جائے گا؟

ثالثًا اس سب سے تنزل کیجئے اور تا ظہور بعثت ان دونوں زن و شو کا کفر مان ہی لیجئے تو اب ایک ذرا نظر انصاف درکار کہ امر دوم کا پتا نہ لگا رہا نہ رہے۔

ناسمجھ بچے کو بہ تبعیت والدین یا دار کافر کہنے کے ہرگز ہرگز یہ معنی نہیں کہ وہ حقیقۃً کافر ہے کہ

---

[36] فواتح الرحموت بذیل المستصفی المقالۃ الثالثہ الباب الاول منشورات الشریف الرضی قم ایران ۱/۲۹

یہ تو بداہۃً باطل۔ وصف کفر یقیناً اس سے قائم نہیں، بلکہ اسلام فطری سے متصف ہے کما قدمنا (جیسا کہ پہلے گزر چکا۔ت) یہ اطلاق صرف ازروئے حکم ہے یعنی شرعاً اس پر وہ احکام ہیں جو اس کے باپ یا اہل دار پر ہیں وہ بھی نہ مطلقاً بلکہ صرف دنیوی، مثلاً وہ اپنے کافر مورث کا ترکہ پائے گا نہ مسلم کا، کافر وارث کو اس کا ترکہ ملے گا نہ مسلم کو، کافرہ سے اس کا نکاح ہو سکتا ہے نہ مسلمہ سے، وہ مر جائے تو اس کے جنازے کی نماز نہ پڑھیں گے، مسلمانوں کی طرح غسل و کفن نہ دیں گے، مقابر مسلمین میں دفن نہ کریں گے الی غیر ذٰلك من الاحکام الدنیویۃ (اس کے علاوہ دیگر دنیوی احکام۔ت) فتح القدیر میں ہے:

تبعیۃ الابوین اواحدھما ای فی احکام الدنیا لافی العقبٰی[37]۔	والدین یا ان میں سے کسی ایک کے تابع ہونا یعنی دنیوی احکام میں ہے نہ کہ اخروی احکام میں (ت)

بحر الرائق میں ہے:

اعلم ان المراد بالتبعیۃ التبعیۃ فی احکام الدنیا لافی العقبٰی[38]۔	تو جان لے کہ تابع ہونے سے مراد دنیاوی احکام میں تابع ہونا ہے نہ کہ اخروی احکام میں۔ (ت)

شرنبلالیہ میں ہے:

التبعیۃ انما ھی فی احکام الدنیا لافی العقبٰی[39]۔	تابع ہونا تو محض دنیاوی احکام میں ہے نہ کہ اخروی احکام میں۔ (ت)

در مختار میں ہے:

تبع لہ ای فی احکام الدنیا لاالعقبی لما مر انھم خدم اھل	بچہ والدین میں سے کسی کے تابع ہے یعنی دنیاوی احکام میں نہ کہ اخروی احکام میں، کیونکہ گزر چکا ہے کہ انکے بچے جنتیوں کے خادم

[37] فتح القدیر باب الجنائز فصل فی الصلوٰۃ علی المیت مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲/۹۴

[38] بحر الرائق کتاب الجنائز فصل السلطان احق بصلوٰتہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۱۹۰

[39] غنیۃ ذوی الاحکام حاشیۃ علی الدرر باب الجنائز میر محمد کتب خانہ کراچی ۱/۱۶۶

الجنۃ[40]۔	ہوں گے۔(ت)

اور جب یہ تبعیت صرف احکام دنیوی میں ہے تو اس کا ثبوت احکام دنیا کے وجود پر موقوف۔اگر دنیا میں کوئی حکم ہی نہ ہو تو تبعیت کس چیز میں ہوگی؟ اور پر ظاہر کہ قبل بعثت ان امور میں کوئی حکم شرعی اصلاً اجماعاً متحقق نہ تھا۔ تو اس وقت تک کسی ناسمجھ بچے کا بہ تبعیت والدین کافر قرار پانا ہرگز وجہ صحت نہیں رکھتا کہ نہ حکم نازل،نہ تبعیت حاصل۔ھکذا ینبغی التحقیق واللہ سبحٰنہ ولی التوفیق (یونہی تحقیق چاہیے اور اللہ سبحٰنہ وتعالٰی توفیق کا مالک ہے۔ت)

اس تحقیق انیق سے بتوفیق اللہ تعالٰی روشن ہوگیا کہ بحمدہ سبحٰنہ تبعاً حکماً اسماً وہماً کسی طرح کسی نوع یہ لفظ شنیع حضرت مولی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الاسنٰی پر صادق نہ ہوا۔روز الست سے ابدالآباد تک ان کا دامن ایمان مامن اس لوث (آلودگی) سے اصلاً جزماً قطعاً مطلقاً پاک وصاف منزہ رہا۔والحمدللہ رب العٰلمین (سب تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔ت)

ھذا کلہ ما فاض علی قلب الفقیر:من فیض اللطیف الخبیر:واسأل اللہ تعالٰی ان یجعلہ ذریعۃ مقبولۃ لحفظ ایمان ھٰذا الضعیف الحقیر لیوم لقاء الملك الجواد القدیر۔ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی الکبیر: وصلی اللہ تعالٰی وبارك وسلم علی الامان المؤمن المولی النصیر الشفیع الرفیع المبشر البشیر:وعلی اٰلہ وصحبہ واھلہ وحزبہ وعلیؓ المرتضٰی الامام الامیر: وعلینابھم ولھم وفیھم،اٰمین یاربنا السمیع البصیر۔	یہ سب وہ ہے جو قلب فقیر پر لطیف خبیر کے فیض سے فائض ہوا اور میں اللہ تعالٰی سے سوال کرتا ہوں کہ اس کو بادشاہ جواد قدیر کی ملاقات کے دن تک اس ضعیف حقیر کے ایمان کی حفاظت کاذریعہ مقبولہ بنادے،اور کوئی طاقت وقوت نہیں مگر اللہ علی کبیر ہی سے،اور اللہ رحمت وبرکت وسلامتی نازل فرمائے امن دینے والے امان،نصرت فرمانے والے مولٰی، بلند شفیع،خوشخبری دینے والے مبشر پر اور ان کی آل،اصحاب، اہل جماعت اور علی مرتضٰی امام امیر پر،اور ہم پر ان حضرات کے وسیلہ اور ان کے سبب سے اور ان کے زمرہ میں، قبول فرما اے ہمارے سننے دیکھنے والے رب!

[40] الدر المختار باب صلوٰۃ الجنائز مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۲۳

تکمیل: بحمداللہ تعالٰی یہی فضل اجل واجمل، بلکہ اس سے بھی اعلٰی واکمل، نصیب حضرت امیر المومنین، امام المشاہدین، افضل الاولیاء المحمدیین، سیدنا ومولانا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ ہے۔ حکم تبعیت توانہیں وجوہ بالا سے باطل۔ چند برس کی عمر شریف ہوئی کہ پرتوشانِ خلیل اللہ بت خانہ میں بت شکنی فرمائی۔ ان کے والد ماجد سیدنا ابو قحافہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (کہ وہ بھی صحابی ہوئے) اس زمانۂ جاہلیت میں انہیں بت خانے لے گئے اور بتوں کو دکھا کر کہا: **ھٰذہٖ الھتك الشم العلٰی فاسجدلھا** یہ تمہارے بلند وبالا خدا ہیں انہیں سجدہ کرو۔ وہ تو یہ کہہ کر باہر گئے، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ قضائے مبرم کی طرح بت کے سامنے تشریف لائے اور براہ اظہار عجز صنم وجہل صنم پرست ارشاد فرمایا: انی جائع فاطعمنی میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے۔ وہ کچھ نہ بولا۔ فرمایا: انی عار فاکسنی میں ننگا ہوں مجھے کپڑا پہنا۔ وہ کچھ نہ بولا۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک پتھر ہاتھ میں لے کر فرمایا: میں تجھ پر پتھر ڈالتا ہوں۔ **فان کنت الٰھًا فامنع نفسك** اگر تو خدا ہے تو اپنے آپ کو بچا۔ وہ اب بھی نرابت بنا رہا۔ آخر بقوت صدیقی پتھر پھینکا کہ وہ خدائے گمراہاں منہ کے بل گرا۔ والد ماجد واپس آتے تھے یہ ماجرا دیکھا، کہا: اے میرے بچے! یہ کیا کیا؟ فرمایا: وہی جو آپ دیکھ رہے ہیں؟ وہ انہیں ان کی والدہ ماجدہ حضرت ام الخیر رضی اللہ تعالٰی عنہا کے پاس (کہ وہ صحابیہ ہوئیں) لے کر آئے اور سارا واقعہ ان سے بیان کیا انہوں نے فرمایا: اس بچے سے کچھ نہ کہو، جس رات یہ پیدا ہوئے میرے پاس کوئی نہ تھا، میں نے سنا کہ ہاتف کہہ رہا ہے۔

یا امۃ اللہ علی التحقیق: ابشری بالولد العتیق: اسمہٗ فی السماء الصدیق: لمحمد صاحب ورفیق: رواہ القاضی ابوالحسین احمد بن محمد ن الزبیدی بسندہ فی"معالی الفرش الی عوالی العرش [41]" وقد ذکرنا الحدیث بطولہ فی کتابنا المبارک	اے اللہ کی سچی لونڈی! تجھے خوشخبری ہو اس آزاد بچے کی، اس کا نام آسمانوں میں صدیق ہے محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا یار ورفیق ہے۔ (اسے قاضی ابوالحسین احمد بن محمد زبیدی نے) "معالی الفرش الی عوالی العرش" میں اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور ہم نے پوری حدیث طویل اپنی کتاب "مطلع القمرین فی

[41] ارشاد الساری شرح صحیح البخاری بحوالہ معالی الفرش الی عوالی العرش باب اسلام ابی بکر دار الکتاب العربی بیروت ۱۸۸/۶، ۱۸۷

ان شاء اللہ تعالٰی مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین۔	ابانۃ سبقۃ العمرین" میں بیان کیا ہے جو بابرکت (کتاب) ہے اگر اللہ نے چاہا۔ت)

سولہ برس کی عمر میں حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے قدم پکڑے کہ عمر بھر نہ چھوڑے، اب بھی پہلوئے اقدس میں آرام کرتے ہیں، روز قیامت دست بدست حضور اٹھیں گے، سایہ کی طرح ساتھ ساتھ داخل خلد بریں ہوں گے۔ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مبعوث ہوئے فوراً بے تامل ایمان لائے، ولہٰذا سیدنا امام ابوالحسن اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

لم یزل ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ بعین الرضا منہ[42]۔	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ ہمیشہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خوشنودی میں رہے۔(ت)

امام قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح البخاری میں فرماتے ہیں:

اختلف الناس فی مرادہ بھٰذا الکلام فقیل لم یزل مؤمنا قبل البعثۃ وبعدھا وھو الصحیح المرتضٰی[43]	اس کلام سے امام اشعری کی مراد میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ بیان مراد میں ایک قول یہ ہے کہ وہ ہمیشہ مومن رہے، قبل بعثت بھی، بعد بعثت بھی۔ یہی قول صحیح وپسندیدہ ہے(ت)

امام اجل سید ابوالحسن علی بن عبدالکافی تقی الدین سبکی قدس سرہ الملکی فرماتے ہیں:

الصواب ان یقال ان الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ لم یثبت عنہ حالۃ کفر باللہ کما ثبتت عن غیرہ ممن اٰمن۔وھو الذی سمعناہ من اشیاخنا ومن یقتدٰی بہ وھو الصواب ان شاء اللہ تعالٰی[44]۔	صحیح یہ کہنا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے متعلق کوئی حالت کفر ثابت نہ ہوئی جیسا کہ دوسرے ایمان والوں سے متعلق ثابت ہوئی۔ یہی ہم نے اپنے شیوخ اور پیشواؤں سے سنا ہے اور یہی حق ہے ان شاء اللہ تعالٰی۔(ت)

[42] ارشاد الساری شرح صحیح البخاری باب اسلام ابی بکر رضی اللہ عنہ دار الکتاب العربی بیروت ۶/۱۸۷

[43] ارشاد الساری شرح صحیح البخاری باب اسلام ابی بکر رضی اللہ عنہ دار الکتاب العربی بیروت ۶/۱۸۷

[44] ارشاد الساری شرح صحیح البخاری باب اسلام ابی بکر رضی اللہ عنہ دار الکتاب العربی بیروت ۶/۱۸۷

الحمدللہ یہ اجمالی جواب، موضح، نہم جمادی الاخری روز شنبہ کو تمام اور بلحاظ تاریخ "تنزیہ المکانۃ الحیدریۃ عن وصمۃ عھد الجاھلیۃ" نام ہوا۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمدللہ رب العٰلمین، وصلی اللہ تعالٰی علٰی خیر خلقہ وسراج افقہ سیدنا ومولانا محمد و اٰلہ وصحبہ اجمعین، واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم، وعلمہ جل مجدہ اتم وحکمہ عزشانہٗ احکم۔	اور ہماری دعا کا اختتام یہ ہے کہ تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۔ اللہ تعالٰی درود نازل فرمائے بہترین مخلوق، اس کے افق کے سراج ہمارے آقا و مولٰی محمد پر، آپ کی آل پر اور آپ کے تمام صحابہ پر۔ اور اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے۔ اس کا علم اتم اور اس کا حکم مضبوط ہے۔ (ت)

رسالہ

تنزیہ المکانۃ الحیدریۃ عن وصمۃ عھد الجاھلیۃ

ختم ہوا۔